اردو پر بیرونی فاتحین کی زبانوں کے اثرات

ڈاکٹر روبینہ ترین*، قیصر امتیاز گورمانی**

Abstract:
As Urdu is the native language of Subcontinent, all the languages of invaders influenced upon the language and left some lingual effects. After the Aryans the Greeks, Arabs, Turks and Persian speaking Afghans some times deliberately rather aggressively affected this part of world with their culture, social norms and languages. In the context of language Arabs and Afghans have had their deep effects in this regard. Persian has remained official language of India for eight hundred years. Since last three centuries different European nations came and have some close relations with the inhabitants of Subcontinent. Among all of the Europeans, Brittan's have captured this part of world and tried to impose English Language and culture to the people of Subcontinent. English is still official language of Subcontinent and enjoys patronage of rulers. Some languages have lexical and others have grammatical effects. Urdu is the most influenced one because it is the leading language of Subcontinent. In this article effects and influences of outside languages of all invaders upon Urdu have been discussed.

جس خطے میں اب پاکستان واقع ہے یہاں تاریخ کے مختلف ادوار میں فاتح لشکر آتے رہے بعض نے یہاں قیام کیا اور کچھ آگے بڑھ گئے۔ اس طرح یہ خطہ صدیوں تک عساکر لشکروں کے لئے گذرگاہ بنا رہا۔ ہر فاتح کی کوشش ہوتی ہے کہ مفتوح کی معاشرت، معیشت، ثقافت اور زبان کو اپنے رنگ میں رنگ لیا جائے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ فاتحین اپنے عقائد، معاشرت اور زبان کو برتر سمجھتے ہوئے مفتوحین کے عقائد، معاشرت اور زبان کو بہتر کرنے کی خواہش میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر کے ایس بیدی لکھتے ہیں:۔

> ’’غیر ملکی حملہ کسی ملک کی زبان پر سخت اثر انداز ہوتا ہے۔ مفتوح اقوام فاتح کی زبان کو بخوشی قبول کرتی ہیں۔ فاتح قوم بھی رعایا میں اپنا اثر رسوخ قائم کرنے کے لئے ان کی زبان سیکھتی ہے۔‘‘[۱]

اس خطے میں انسانی آبادکاری کے آثار عہدِ قدیم سے ملتے ہیں۔ راولپنڈی کے قریب سوان میں حجری دور

---

* صدر شعبۂ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

** پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبۂ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

کے ایسے اوزار دریافت ہوئے ہیں جو پروفیسر عبدالحمید دانی کے مطابق چار لاکھ برس پرانے ہیں جس سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ یہاں انسان چار لاکھ برس سے آباد ہیں۔[۲] اسی طرح مغربی مورخ (Mortimer Whealer) کی رائے ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب میں انسانی آبادی کے آثار سات ہزار برس قبل کے ملتے ہیں۔[۳] اس خطے کے اصل باشندے کون تھے؟ اس ضمن میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ منڈا قبائل اس خطے کے ابتدائی آبادکار تھے۔ وادیء سندھ کی زبانوں اور ثقافتوں میں منڈا اثرات بھی سامنے لائے جا چکے ہیں۔[۴] تاہم دراوڑی قبائل وادیء سندھ اور دیگر علاقوں میں ابتدائی آبادکار ثابت ہوئے ہیں، جو بحیرہ روم سے اس خطے میں مرحلہ وار آئے اور مختلف علاقوں میں آباد ہوئے۔ دراوڑی قبائل جنوبی ہند اور بلوچستان (براہوی قبائل) کے علاقے میں اب بھی آباد ہیں۔ قیاس ہے کہ شمالی ہند میں دراوڑی لوگ نئے آنے والے حملہ آوروں میں گھل مل گئے یا غلام بنا لیے گئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی ثقافت، فنون، عقائد اور زبان کا کیا بنا؟ جبکہ تاریخ کے آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ شہری منصوبہ بندی، نکاسی اور دیگر اعلیٰ تمدنی اقدار صدیوں تک ہندوستان سے غائب رہیں۔ موہنجوداڑو، ہڑپہ اور کوٹ ڈیجی کی تہذیبیں آریاؤں کی آمد تک قائم رہیں۔ مگر ایک رائے یہ بھی ہے کہ آریاؤں کی آمد سے قبل یہ تہذیبیں مٹ چکی تھیں۔[۵] دراوڑی النسل لوگوں کی زبانیں اب بھی کسی نہ کسی شکل میں زندہ ہیں اور ان کے اثرات ہندوستان بالخصوص اس خطے کی زبانوں پر اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں جہاں اب پاکستان واقع ہے۔[۶]

ہندوستان میں آریا قبائل کی آمد کے بارے میں مورخین کی مختلف آراء سامنے آتی ہیں۔ عین الحق فرید کوٹی اور ڈاکٹر کے ایس بیدی کی رائے میں آریا قبائل ۱۵۰۰ ق م میں اس خطے میں داخل ہوئے۔[۷] جبکہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی رائے میں رگ وید کی تصنیف کا زمانہ ۱۵۰۰ ق م ہے۔ آریا قبائل اس سے قبل یہاں آ چکے تھے اور مقامی باشندوں پر غلبہ پا چکے تھے۔[۸] ان مورخین کی رائے میں سنٹرل ایشاء کے آریائی قبائل شمالی پہاڑی راستوں سے خاندانوں اور قافلوں کی صورت میں ۲۰۰۰ ق م سے ہندوستان میں آنا شروع ہوئے۔ وہ پہلے سے مقیم باشندوں کو قتل کرتے، غلام بناتے یا پھر علاقے سے بیدخل کر دیتے۔ آریاؤں اور غیر آریاؤں کے درمیان جنگیں بھی ہوئیں اور پرامن تعلقات بھی رہے۔ ان قبائل کا پہلا اور بڑا مرکز موجودہ پنجاب اور سندھ کے گھاس اور جنگل سے بھرے ہوئے دریائی میدان بنے جسے وہ 'ہپتہ ہندویا' (سات دریاؤں کی سرزمین) کہتے تھے۔[۹] آریاؤں نے اس خطے کے موسموں، کاشتکاری اور فصلوں کے بارے میں یہاں پہلے سے آباد مہذب

لوگوں (دراوڑی) سے سیکھا، اس لیے یہ قیاس بھی کیا جاتا ہے کہ ان قبائل کا بعض جگہوں پر دراوڑی قبائل کے ساتھ ربط و تعلق رہا ہو گا۔[۱۰] باہمی میل ملاپ سے تہذیب، ثقافت اور زبان میں آمیزش کا عمل وقوع پذیر ہوا۔ دراوڑی صوتیات کی سنسکرت میں موجودگی اس لسانی اختلاط کی دلیل ہے۔[۱۱] اس ضمن میں ڈاکٹر سہیل بخاری کی رائے ہے کہ آریائی قبائل نے یہاں کی معاشرت اور زبانوں کو مکمل طور پر نہیں بدلا تھا۔ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کی طرح یہاں کی دراوڑی پراکرتیں بھی سیکھتے رہے اور چند نسلوں بعد وہی پراکرتیں ان کی مادری زبانیں بن گئیں۔ جبکہ آریائی قبائل کی اصل زبان (سنسکرت) صرف برہمنوں اور ان کی رگ وید تک محدود رہی اور عوامی سطح پر رائج نہ ہو سکی۔ اس طرح اس خطے کی تمام زبانیں بنیادی طور پر ان پراکرتوں سے ماخوذ ہیں اور دراوڑی الاصل ہیں۔[۱۲]

ان آراء کی روشنی میں یہ طئے کرنا مشکل ہے کہ اس خطے کی اولین زبان کون سی تھی اور ان پر اثر انداز ہونے والی پہلی زبان کون سی تھی۔ اگر دراوڑی قبائل کی زبانوں کو اصل زبانیں سمجھا جائے تو سب سے پہلے ان زبانوں پر اثر انداز ہونے والی زبان آریائی سنسکرت ہوسکتی ہے۔ آریائی قبائل کے آپس میں پیشے اور زبان کے حوالے سے اختلافات بھی ثابت ہوئے ہیں۔ وہ آپس میں صدیوں تک لڑتے رہے، جس کا احوال 'مہا بھارت' کی صورت میں موجود ہے۔ آریاؤں کا کوئی رسم الخط نہیں تھا بلکہ انہوں نے یہاں کے رسم الخط اور قواعد کو مسخ کیا۔ مورخین کی رائے ہے کہ آریاؤں میں کسی ایک قبیلے کا پیشہ شاعری اور موسیقی تھا اور ان کی تعلیم دینا تھا۔ جن کی زبان یہاں کی گندھاری سے مل کر سنسکرت کی صورت میں سامنے آئی۔[۱۳] تقریباً ایک ہزار قبل مسیح میں رگ وید تحریر ہونا شروع ہوئی اور لگ بھگ اسی عہد میں پانینی نے سنسکرت کی گرامر مرتب کی۔ مختلف علاقوں میں آریاؤں کی مختلف زبانوں، سنسکرت اور پہلے سے موجود زبانوں کے اشتراک سے پراکرتوں کا ظہور ہوا۔

تقریباً ۱۰۰۰ ق م میں شمال مغربی ہندوستان سے بدھ مت کا آغاز ہوا مہاتما بدھ کی تعلیمات، اشوکا کی حکمرانی اور پالی زبان کا فروغ دیکھنے میں آیا۔[۱۴] گندھارا تہذیب کا حامل 'بدھ' مذہب مشرق وسطیٰ سے مشرق بعید تک پھیلا۔ اس خطے کی بیشتر پراکرتوں کو پالی زبان نے متاثر کیا۔ ۳۵۰ قبل مسیح میں، جب مہاراجہ اشوک نے بدھ عالموں کو تبلیغ کے لیے ایشیاء کے طول و عرض میں روانہ کیا، اس وقت 'پالی' ادبی زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔[۱۵]

پارسی (دارا)

ایران کے بادشاہ سائرس نے ۵۲۹ ق م میں اور دارا اول نے ۵۱۸ ق م میں اس خطے پر حملہ کیا اور دریائے سندھ کے مغربی کنارے تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ تاریخ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ۵۲۱ ق م میں اس نے پانچ

دریاؤں کا علاقہ (موجودہ پنجاب) فتح کر لیا۔اس کے لشکر میں ایرانی اورآیونی زبانیں بولنے والے لوگ تھے۔آیونی باشندے دراصل یونانی تھے جو جنگ وجدل سے تنگ آکر مختلف ادوار میں ایرانی سلطنت کے مغربی علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔تاریخ میں روایت یہ ہے کہ 'ٹیشا شلا' (ٹیکسلا) کو دارااول نے مرکز حکومت بنایا، جو بعد ازاں گندھارا تہذیب کا مرکز بنا۔[۱۶]

یونانی

۳۲۷ ق م میں سکندر مقدونی ایک بڑے لشکر کے ساتھ بابل کے 'دارا' کو شکست دینے کے بعد افغانستان سے درہ خیبر کے راستے شمال مغربی ہندوستان میں داخل ہوا۔ خطے کے بہت سے راجاؤں نے اطاعت قبول کر لی۔ پورس کو شکست دینے کے بعد سکندر کا لشکر جس میں یونانی، عربی، فارسی، پشتو اور پالی بولنے والوں کی کثیر تعداد شامل تھی چناب اور راوی دوآبہ میں فتوحات سمیٹتا ہوا ملتان پہنچا۔ یہاں ایک خونریز معرکہ ہوا جس میں سکندر بھی زخمی ہو گیا ۔ یہاں سے واپسی پر سکندر نے مکران کا راستہ اختیار کیا۔قحط اور پانی کی قلت کے باعث نصف فوج ماری گئی۔ بابل پہنچ کر سکندر کا انتقال ہوا۔[۱۷] وادی سندھ کی زبانوں میں یونانی زبان کے بیشتر الفاظ مرور زمانہ کے ساتھ متروک ہو گئے مگر کچھ الفاظ آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ان میں بعض الفاظ فارسی اور انگریزی کے ساتھ اس خطے میں آئے اور چند الفاظ عہد قدیم سے رائج ہیں، مثلاً 'درہم (دام)، سوفوس (صوفی)، کیراٹین (قیراط)، تھریاک (تریاک)، ناؤس (ناؤ)، کرپوس (خربوزہ)، پھانوس (فانوس)، ڈیکا (دس)، ہپت (سات)، گیرا (گھیرا)، پھیلو (چاقو کا پھل)، اگورا (اکھ)، پھیلو (بیلی)، موسخو (مشک)، بت (مجسمہ)۔اسی طرح ' مرمر (سنگ مرمر)، مقناطیس، مالیخولیا، ڈرم اور سرنگ وغیرہ آج بھی اردو زبان میں مستعمل ہیں۔اردو زبان کے قواعد پر بھی یونانی اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔اس خطے کی بیشتر زبانوں میں تانیثیت کے لیے 'ن' کا لاحقہ یونانی الاصل ہے۔حروف ربط (کا، کی، کے ،کو) کے بارے میں قیاس تھا کہ یہ دکنی اردو کا حصہ تھے مگر شوکت سبزواری اور عین الحق فرید کوٹی کی رائے میں یہ یونانی زبان کے اثرات کا نتیجہ ہیں جو قدیم پراکرتوں میں نہیں تھے۔البتہ 'پالی' میں اس کے شواہد کسی حد تک ملتے ہیں۔ یونانی الاصل عربی الفاظ اور یونانی الاصل فارسی الفاظ پر عین الحق فرید کوٹی مفصل تحقیقی کاوش سامنے لا چکے ہیں۔[۱۸]

ترکی زبان (کنشک)

وادیء سندھ میں شاکا نے ۱۵۵ ق م میں اپنی حکومت قائم کی جو تقریباً پچاس برس تک قائم رہی۔اس کے

لشکر میں شامل لوگ ترکی زبان بولتے تھے جس پر گہرے ایرانی اثرات تھے۔اس عہد تک بدھ مذہب وادی سندھ میں پوری طرح غالب ہو چکا تھااوراس عہد کی پراکرت 'پالی' اس خطے کی زبانوں پر اثرانداز ہو رہی تھی۔ترک حکمران کنشک اعظم کا ۱۲۰ء کے لگ بھگ ورود ہوا۔اس عہد کو مورخین ، ثقافتی ، مذہبی اور لسانی حوالے سے تہذیبوں کا سنگم قرار دیتے ہیں۔جب یونانی، رومی، ایرانی ، ترکی اور وادی سندھ کی تہذیبوں میں میل جول اور فنون لطیفہ کو فروغ ملا۔یونانی القابات کا خاتمہ ہونا شروع ہوا، سکوں پر یونانی کی بجائے مقامی زبانوں (پروٹو ہندکو) کے خروشتی خط میں 'شاؤ نانوشاؤ' یعنی شہنشاہ لکھا جانے لگا۔۔شاکو لوگ بادشاہ کو 'ساہی رسائی' کہتے تھے جس کی شکل آج بھی 'سائیں' کی صورت میں موجود ہے۔شمالی سندھ میں اس عہد کے دوران پروٹو ہندکو سرکاری زبان کے طور پر رائج رہی جو پالی سے بہت قریب تھی ، شاعری اور دیگر فنون کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی۔[۱۹] کدفیس نے ۹۰ء میں اس علاقے سے ایک بڑا لشکر چینی مداخلت کو روکنے کے لیے تیار کروایا جو پامیر کے راستے 'ختن' پر حملہ کے لیے روانہ ہوا مگر 'کاشغر' کے مقام پر دشمن سے آمنا سامنا ہو گیا اور شکست سے دوچار ہو کر وہیں رہ گیا۔۱۲۴ء میں کشن نے دوبارہ 'ختن' کو فتح کر لیا جبکہ اس خطے کے نو آباد وہیں تھے۔بعدزاں سفید 'ہن قبائل' کی یلغار سے ان آبادیوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔جو بچ گئے انہوں نے خانہ بدوشی اختیار کر لی۔۱۵۰ء میں پارتھین بادشاہ نے سیستان اور قندھار کی طرح پھر سے وادی سندھ پر قبضہ کر لیا اور ترکی زبان کا غلبہ بڑھنے لگا۔ترکوں کا غلبہ 'ہن قبائل' کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا۔[۲۰]

وادئی سندھ میں ترک قبائل کا دوسرا ورود محمود غزنوی کے سومنات پر حملے کے ساتھ سامنے آتا ہے۔اس کی فوج میں ہزاروں ترک جنگجوں کے ساتھ، مبلغ، تاجر اور سیاح بھی تھے۔وہ اس خطے کے مختلف علاقوں میں مستقل آباد ہو گئے۔محمود غزنوی (۱۰۲۱ء) اور شہاب الدین غوری (۱۱۸۵ء) کے لشکروں میں ہزاروں ترک اور تورانی فوجی شامل تھے بلکہ شہاب الدین غوری نے ایک ترک النسل غلام (قطب الدین ایبک) کو ہندوستان کا حکمران بنا دیا۔ اس کے بعد آنیوالے حملہ آوروں، التمش، بلبن، خلجی، تغلق اور مغلوں کے لشکروں میں بھی ترکی زبان بولنے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جو اس خطے میں صدیوں تک اپنی زبان بولتے رہے۔[۲۱] دلچسپ امر یہ ہے کہ لفظ ''اردو'' بھی ترکی زبان سے ماخوذ ہے۔

بیشتر ترکی الفاظ فارسی زبان سے اس خطے کی زبانوں میں داخل ہوئے مگر چند لسانی اثرات براہ راست ترک زبان سے بھی یہاں کی زبانوں پر پڑے۔مثلاً 'وایت (وعدہ)، وکار (وقار)، ولولہ، وراثت، داروغہ، کوتوال، تنخواہ، شلوار، چقمق، قینچی، چاقو، چغل، چلچی، غالیچہ، قلندر، اوطاق، باورچی، سوغات، بیگ، بیگم، قاشقہ، طمانچہ اور قناعت کی

مانند ہزاروں الفاظ اپنے اصل ترک تلفظ کے ساتھ بولے جاتے ہیں ۔ پاکستان کی موجودہ زبانوں میں اضافی علامت کے لیے 'نا' اور مفعولی علامت کے لیے 'ک' مستعمل ہے جو خالصتاً ترکی زبان کے اثرات کے سبب ہے۔[۲۲]

عربی زبان

اس خطے پر عربوں کی فتوحات سے قبل صدیوں سے تجارت کی غرض سے لوگوں کی یہاں آمد اور یہاں کے باشندوں کے عرب کے مختلف علاقوں میں سفر کے ثبوت ملتے ہیں۔قدیم دور سے ہی سندھی وسنسکرت کے الفاظ عربی کا حصہ بن رہے تھے۔عربی الفاظ 'بلنج (پلنگ)، کپور (کافور)، بھط (سندھی اور سرائیکی میں چاولوں سے تیار کیا جانے ولا بھات)، امبج (امب /آم) اور بارجہ (بیڑہ)' عربی زبان کا حصہ ہیں ۔[۲۳] اس خطے پر ایرانیوں اور ترکوں کے کمزور پڑنے پر ایک مرتبہ پھر آریائی برہمنوں کا تسلط قائم ہو۔چچ برہمن نے ۶۳۲ء میں بڑی حکومت قائم کی اوراس خطے میں سنسکرت کو پھر سے فروغ حاصل ہوا۔سندھ کی زبانوں پر آریاؤں کے اثرات بہت گہرے تھے اور قدیم زبانوں نے سنسکرت کی چادر اوڑھ لی تھی جس کی بنا پر آج بھی انہیں آریائی زبانیں شمار کیا جاتا ہے۔مورخین کے مطابق سندھ میں ملتان سے ساحل سمندر تک پشاچی اور شورسینی سے متاثر زبانوں کی کھچڑی موجود تھی جس پر ایرانی، ترک اور تورانی اثرات بھی تھے۔[۲۴]

مسلمان عربوں نے ۶۳۶ء میں خلیفہ عمر بن خطاب کے حکم پر حملے شروع کیے۔اس کے بعد ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ فتح کرنے والے عرب لشکر کے مستقل قیام اور صدیوں تک قائم رہنے والی مستحکم حکومت نے وادیء سندھ کی زبانوں کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔تین صدیوں تک وادیء سندھ میں عربی زبان عدالتی، درباری، تعلیمی اور کچھ حد تک ادبی زبان رہی جبکہ مقامی باشندے باہمی گفتگو مقامی زبانوں میں کیا کرتے تھے۔اس صورتحال نے سندھی، سرائیکی اور اردو زبان میں عربی گرامر، صرف ونحو اور ذخیرہ الفاظ کو شامل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس وقت اردو زبان میں ہزاروں عربی الفاظ شامل ہیں جن میں باہمی رشتے (ابا، امی، انسان، شخص، اخوت)، پیشے، پرندے وحیوانات، روزمرہ استعمال کی اشیاء، سرکاری عہدے اور دیگر اسماء کی طویل فہرست ہے جو لسانی محققین پیش کر چکے ہیں۔[۲۵] بہت سے عربی الفاظ اردو زبان کی ساخت کے مطابق مصادر کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔

عربی	اردو
طلب	طلبنا
نظر	نظرنا
شرم	شرمانا

اسی طرح بے شمار عربی الفاظ اردو زبان میں معاون مصادر کے ساتھ مل کر یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں۔مثلاً بشارت کرنا، اثر کرنا، احرام باندھنا، اخذ کرنا، اذان دینا، اخلاص بڑھانا، استخارہ کرنا، بیان کرنا، تاثیر کرنا، تاویل کرنا وغیرہ، کے علاوہ بھی ہزاروں اس نوعیت کے مصادر مستعمل ہیں۔عربی زبان کے صیغہ واحد غائب کے لیے مستعمل ''ھوَ'' اردو زبان میں ''ہو'' کے تلفظ کے ساتھ اسی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔حضرت سلطان باھو اور دیگر صوفیاء نے یہ لفظ خداوند تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال کیا ہے۔عربی ضمیر ''ھی'' اپنے اصل مفہوم مگر حروف کی معمولی تبدیلی کے ساتھ ''یہی'' کی صورت اردو زبان میں استعمال ہو رہا ہے۔اردو زبان میں حرف جار'' لائے، لیۓ'' دراصل عربی حرف ''لِ'' سے مشتق ہیں۔اسی طرح ''باللہ'' سے مشتق ''واللہ'' عام استعمال ہوتا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ وادیٔ سندھ میں تشکیل پذیر اردو زبان پر عربی زبان کی لسانی کیفیت اور نفسیات کے اثرات گہرے اور دوررس ثابت ہوئے۔قدیم ناگری رسم الخط متروک ہوا اور عربی رسم الخط اختیار کیا جانے لگا۔ایک زبان کا رسم الخط جب دوسری زبان میں منتقل ہوتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوسری زبان کی تمام اصوات کا احاطہ کر سکتا ہو۔اس کے لیے نئی علامات وضع ہوتی ہیں یا رائج علامات میں معمولی تغیر سے کام لیا جاتا ہے۔اردو زبان کے رسم الخط میں شامل ''ث، ح، خ، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق'' حروف عربی الاصل ہیں جن کی اصوات اس خطے میں نہیں بولی جاتیں۔[۲۶]

اردو زبان میں بے شمار عربی الاصل الفاظ اور محاورے شامل ہیں۔اگرچہ ان کے مصادر اور حروف میں معمولی افتراق کے ساتھ قابل فہم ہیں۔عربی کا 'سنار'، 'داروغہ' جو اردو میں اسی تلفظ کے ساتھ بولا اور لکھا جاتا ہے۔اسی طرح عربی لفظ ''اوج'' کو اسی معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض الفاظ اپنے اصل تلفظ کے ساتھ مختلف معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔'خیرات' عربی زبان میں نیکیوں کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اردو زبان میں 'صدقہ' کے معنیٰ میں آتا ہے۔

عرب ثقافت اور زبان کے تہذیبی اثرات نظر انداز نہیں کیے جا سکتے۔اردو زبان پر عربی زبان کے اثرات

مختلف سطحوں پر نظر آتے ہیں۔گھوڑے کی سواری، درختوں میں کھجوریں،ٹوپیوں کی جگہ پگڑی اور لباس میں دیگر تبدیلیاں رونما ہونے لگیں ۔افراد کے نام عربی زبان کے رکھے جانے لگے،ان میں اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ 'عبدٗ' لگانے اور محمدؐ کے صفاتی نام رکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔روز مرہ محاورے، استعمال کی اشیاء، مقامات کے نام، فصلوں اور سبزیوں کے نام،اور دیگر ہزاروں اسماء ومحاورے اردو زبان میں شامل ہو چکے ہیں جن میں سے اکثر اپنی اصل شکل میں ہیں اور کچھ کے تلفظ میں معمولی تبدیلی کی گئی ہے۔اردو زبان کے اسماء اور افعال پر عربی اثرات کے ضمن میں فارسی زبان کے عمل دخل کو رد نہیں کیا جا سکتا جس میں دخیل عربی الفاظ یہاں کی زبانوں پر بھی اثرانداز ہوئے۔[۲۷]

فارسی (غزنوی،غوری اور مغل)

عرب مسلمانوں کی آمد سے قبل کنشک، ساکا اور دارا کے لشکریوں کے حوالے سے اس خطے میں فارسی زبان کے اثرات پڑنا شروع ہو چکے تھے۔محمد بن قاسم نے سندھ پر حملے سے قبل شیراز میں قیام کیا اور وہاں سے ہزاروں کی تعداد میں فارسی بولنے والے سپاہی ساتھ لیے۔سبکتگین نے اس خطے پر متعدد حملے کیے۔موجودہ پاکستان کے مغربی علاقے میں موجود چند قلعے بھی فتح کیے۔وہ خود ایرانی تھا مگر شادیاں ترکوں میں کی ہوئی تھیں جس کے باعث نیم ترک ہو گیا تھا۔اس کے لشکر میں فارسی زبان بولنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔۱۰۰۶ء میں اس کے بیٹے محمود غزنوی نے ملتان پر حملہ کیا۔ملتان کے حاکم ابوالفتح کی جانب سے اطاعت قبول کر لینے پر واپس لوٹ گیا مگر ۱۰۱۰ء میں دوبارہ حملہ کر کے ملتان فتح کر لیا۔۱۰۲۱ء میں لاہور تک کا علاقہ فتح کر کے پورے خطے میں مضبوط حکومت قائم کی۔ اس کے لشکر میں لاکھوں کی تعداد میں فارسی بولنے والے تھے۔یہاں کے باشندوں سے میل جول اور باہمی شادیوں کے باعث فارسی زبان نے اس خطے میں پنپنے والی اردو زبان پر گہرے اثرات مرتب کیے۔شہاب الدین غوری (۱۱۸۵ء)،التمش (۱۲۲۵ء)بلبن (۱۲۶۶ء)،خلجی (۱۲۹۰ء)،تغلق (۱۳۳۵ء)،امیر تیمور (۱۴۰۸ء) پہلے مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر (۱۵۲۵ء)،شیر شاہ سوری اور احمد شاہ ابدالی، کے ہندوستان پر حملوں کے باعث فارسی بولنے والوں کا اس خطے پر غلبہ رہا۔اردو زبان کی ابتدائی تشکیل میں تقریباً تمام لسانی مورخین اس عہد کی اہمیت تسلیم کرتے ہیں۔

عربوں کی سندھ آمد کے بعد 977ء میں اسماعیلیوں کی حکومت قائم ہوگئی جن کا تعلق ایران کے ساتھ تھا۔ مختلف عرب سیاحوں کے ہاں اس خطے میں مروجہ زبانوں کی صورتِ حال اس طرح ملتی ہے کہ عام لوگوں کی زبان

ملتانی اور سندھی مگر مدارس اور درباروں کی زبان عربی اور فارسی جبکہ بازاروں میں اور عام لوگ بھی فارسی سمجھ اور بول سکتے تھے۔[۲۸]

غزنوی عہد میں لاہور کو علوم وفنون کا مرکز بنایا گیا تو ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کے لوگ تحصیل علم کی خاطر آتے رہے۔ 1039ء میں داتا علی ہجویری یہاں تشریف لائے۔ ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کیا اس عہد میں بھی بے شمار فارسی شعراء کا ذکر ملتا ہے جو اس خطے میں مقیم تھے۔ اردو کے پہلے مذکورہ شاعر مسعود سلمان کا تعلق بھی اسی عہد سے ہے۔ اس کے بعد اس پورے خطے پر فارسی عروج کا خاص عہد شروع ہوتا ہے جو انگریزوں کے قبضے تک برقرار رہا۔ صدیوں تک مسلسل اس خطے میں سرکاری ودرباری زبان فارسی رہے۔ علم وتدریس کی زبان بھی فارسی ہی تھی جس نے یہاں کے عام باشندوں کی زبانوں کو ان کی بنیادی ساختوں تک متاثر کر دیا۔ اس عہد میں نہ صرف یہ کہ ہزاروں فارسی شعراء پیدا ہوئے۔ اردو زبان کے ابتدائی عہد میں فارسی مصرعے، تراکیب اور الفاظ کا رواج ہوا۔ اس خطے کی تقریباً تمام زبانوں کا رسم الخط (ناگری، گورمکھی، خروشتی) تبدیل ہو کر فارسی کا ہو گیا۔

چونکہ فارسی حروف تہجی اردو زبان کی تمام اصوات کا احاطہ نہیں کر سکتے اسی لیے چند نئی اصوات کی علامت کو رسم الخط میں مروجہ فارسی حروف میں معمولی تبدیلیاں کر کے اختیار کر لیا گیا۔

اردو زبان کے الفاظ سازی میں فارسی نے بے پناہ اثرات ڈالے۔ بہت سے فارسی سابقے اردو میں بالکل فارسی کی طرح استعمال ہوئے ہیں مثلاً 'با'، 'بر'، 'بے'، 'پیش'، 'در'، 'نا'، 'ہم'، 'غیر'، 'لا'، 'از'، 'پا'، 'پس'، 'تہہ'، 'خود'، 'خوش'، 'زود'، 'سر'، 'سہ'، 'شاہ'، 'شش'، 'صدر'، 'میر'، 'نو'، 'نیم'، 'ہمہ'، 'یک'۔ اسی طرح بے شمار فارسی لاحقے ہیں جو اردو زبان میں اس طرح استعمال ہو رہے ہیں کہ جس طرح کہ فارسی میں ہوتے ہیں آباد، ''انہ'' آنہ بار، بان، چہ، چی، دان، زار (ظرف مکان)، استان (ظرف مکان)، سرائے (ظرف مکان)، ش، فام، ک (تصغیر) کار، کاری، کدہ (ظرف مکان)، گار، گاہ (ظرف مکان)، گر (فاعلیت)، گری / گیری (پیشہ)، گون (صفت اور رنگ)، گی (مصدری)، مندرو (فاعلیت)، ندہ (فاعلیت)، ور (فاعلیت)، وش (صفت)، ی (نسبت)، ک (وصف) یں (نسبت)۔ کچھ فارسی الفاظ اردو میں بطور لاحقہ استعمال کیے جا رہے ہیں۔ آراء، آزما، آفرین، افروز، افزا، افشاں، افگن، آگاہ، آلودہ، آموز، آمیز، انداز، اندوز، اندیش، انگیز، بار، باز/ بازی و باش باف، بخش، بردار، بستہ، بوس بند /بندی پا، پاش/ پاشی، پذیر، پرداز، پرست، پرور/ پروری، پسند، پوش/ پوشی، پیچا، تراش، جو/ جوئی، چین/ چینی، خانہ، فراش، خوار / خواری، خوان/ خوانی، خواہ/ خواہی، خور / خورہ، خیز/ خیزی، دار/ داری، دان، دوز، ران/ رانی، ربا،

رس، رسان رسانی، رسیدہ، رو/روی، ریز/ریزی، زاد/زادہ، زد، زن/زانی، ساز/ سازی، ستان/ستانی، سر/ سری، سرا/سرائی، سنج/سنجی، سوز/سوزی، شکن/شکنی، شگاف/شگافی، شماری، شناس/شناسی، طلب/طلبی، فرسا/ فرسائی، فرما / فرمائی، فروش/فروشی، فریب/فریبی، فزا/فزائی، منشان/منشانی، فہم/فہمی، کش (کشیدن سے) کشتی (کشتن سے) کشا/ کشائی، کن (کندن سے) کوب، کوش، کیش، گداز، گردان، گذار، گزار، گزین، گسار، گستر / گستری، گشت، گو/ گوئی، گیر/ گیری، حال، نشین/ نشینی، نگار/ نگاری، نما/ نمائی، نواز/ نوازی، نورد/ نوردی، نوش/ نوشی، نویس/نویسی، یاب/یابی، یافتہ۔

بہت سے فارسی الفاظ کے ساتھ اردو لاحقے بھی استعمال کیے جاتے ہیں؛

الف (وصف)، انی (تانیث) باڑہ (طرف مکاں) چٹ ن (تانیث) نا (علامت مصدر) نی (علامت تانیث) ون (تانیث) نا (علامت مصدر) نی (علامت تانیث) وں (جمع) ہ (ظرفیت) ی (تانیث) ی (تصغیر) یا (نسبت وصف) یلا (وصف) یں (جمع)۔[۲۹]

فارسی محاورات اور ضرب الامثال نے بھی بہت زیادہ متاثر کیا خاص طور پر صدیوں تک یہاں کے شعراء ان محاوروں اور ضرب الامثال کو اپنی شاعری کا حصہ بناتے رہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ان زبانوں کا حصہ بن چکے ہیں۔

ضرب الامثال اور محاورے دو طرح سے اردو زبان میں داخل ہوئے۔ کچھ تو اپنی فارسی صورت میں رہے اور کچھ نے اردو زبان کا روپ دھار لیا مثلاً

''آدم نہ آدم زاد''۔ ''اول خویش بعد درویش''، اول طعام کلام''، ''با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب''۔

''تنگ آمد بجنگ آمد''، ''خس کم جہاں پاک''

''دیر آید درست آید''، ''زبانِ خلق نقارہ خدا''

''مال مفت دلِ بے رحم''، مشتری ہوشیار باش''

''زمین جنبد نہ جنبد گل محمد''، ''من آنم کہ من دانم''

''ہمت مرداں مدد خدا''، ''یار زندہ صحبت باقی''

''یک نہ شد دو شد''

اسی طرح کے بے شمار فارسی محاورے اور ضرب الامثال طویل شعری روایت میں مستعمل نظر آتے ہیں۔ بعض فارسی محاورے اور ضرب الامثال ترجمہ ہو کر استعمال ہوئے ہیں؛

''آواز دہل شنیدن از دور خوش است'' — دور کے ڈھول سہانے

''آہستہ در رو دیوار گوش دارد'' — دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں

''انگور از انگور ہمی گیرد رنگ'' — خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے

''پائی چراغ تاریک باشد'' — چراغ تلے اندھیرا

''تو نیکی می کن و در دجلہ انداز'' — نیکی کر دریا میں ڈال

''ریسمان سوختہ و ہنوز بخشِ بیروں ن نرفتہ'' — رسی جل گئی پر بل نہ گیا

''سخن راست تلخ می باشد'' — سچی بات کڑوی ہوتی ہے

''مار گزیدہ از ریسمان می ترسد'' — سانپ کا کاٹا رسی سے بھی ڈرتا ہے

''آب آمد تیمّم برخاست'' — پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم کی ضرورت نہیں رہتی۔[۳۰]

اسی طرح صرف ونحو کے ضمن میں بھی فارسی نے اردو زبان کو بہت متاثر کیا ہے افعال واسماء اور خاص طور پر مرکب افعال جن میں فارسی اسماء کے ساتھ اردو افعال جوڑ دیے گئے مثلاً خوش ہونا، شاباش دینا، گفتگو کرنا، دل جلانا، شادی کرنا۔

کچھ محاوروں کو معمولی تبدیلی سے اردو زبان میں استعمال کیا جا رہا ہے؛

مثلاً: دامن گرفتن (دامن تھامنا) رو داشتن (رواں رکھنا) کمر بستن (کمر بستہ ہونا یا کمر باندھنا) بیت سے مرکب عطفی توصیفی اور اضافی فارسی سے اردو زبان میں در آئے مثلاً دل و دماغ، نشو ونما، تلخ و شیریں، دریا دل (توصیفی) دراز قامت (توصیفی) دلِ وحشی (اضافی) کوچہ دلبر (اضافی) لب دریا (اضافی)۔

کچھ محاورے ایسے بھی ہیں جن میں اسم فارسی ہے اور اس کے ساتھ اردو زبان سے مصدر لگا دیا گیا۔ مثلاً بندہ بنانا، دریا بہانا، دل لگانا، شکست کھانا، شمشیر تولنا، پردہ اٹھانا، فارسی اسم کے ساتھ اردو مصدر لگا دینا یا فارسی مصدر میں معمولی تبدیلی کر لینے کے بعد مستعمل ہیں مثلاً آراستن (آراستہ ہونا)، رنجیدن (رنجیدہ ہونا) آباد کردن (آباد کر دینا) تنگ کردن (تنگ کرنا) وغیرہ۔[۳۱]

نحو کے حوالے سے اردو زبان پر فارسی اثرات گہرے ہیں۔ فارسی میں جس طرح جملے کی ترتیب میں پہلے

فاعل اس کے بعد مفعول اور سب سے آخر میں فعل آتا ہے۔یہی ترکیب اردو زبان میں رائج ہے۔اسی طرح اگر کسی جملے میں مفعول نہ ہوتو پہلے فاعل پھر فعل آئے گا۔

یہ ترتیب بھی اردو زبان میں فارسی اثرات کے سبب ہے کہ جملہ اسمیہ اور جملہ قیدزماں میں ترتیب بھی فارسی کی طرح ہے مثلاً کل موسم ابرآلود تھا (دیروز ہوا ابرآلود) آج میں فیصل آباد جاؤں گا (امروز من بہ فیصل آباد خواھم رفت)۔فارسی کی طرح ان تمام زبانوں میں لفظ''قید''فعل اضافی (Adverb) کے طور پر استعمال ہوتا ہے علامت مفعول فارسی میں''را''اردو زبان میں مختلف انداز سے استعمال ہورہی ہے۔اردو میں''نے''وغیرہ جملوں کی ساخت میں بعض الفاظ کی تکرار بھی فارسی آمیز ہوچکی ہے مثلاً لفظ''کی''فارسی جملوں میں جہاں بھی استعمال ہوتا ہے۔اردو زبان کے جملوں میں اسی طرح بطور''کہاں''ہوتا ہے یہی صورتِ حال''نہ''کی بھی ہے۔[۳۲]

اسی طرح اردو زبان میں تقریباً تیس فیصد اسماء فارسی کے ہیں۔اردو زبان میں پرندوں جانوروں، درختوں، پھلوں، زیوروں اور موسموں کے نام فارسی الاصل ہیں۔تاہم افعال میں ایک حد تک اردو نے فارسی سے استفادہ کیا ہے۔اسی طرح تشبیہات اور استعارات اور علامات کا طویل اور تہہ درتہہ نظام جو ہماری شاعری کا روح رواں ہے بیشتر فارسی سے لیا گیا ہے۔بلکہ اردو زبان میں کی جانے والی شاعری کا عروضی نظام فارسی الاصل ہے۔اسی لیے اردو زبان کے بیشتر شعراء کے کلام میں فارسی مصرعے، محاورے، استعارے اور الفاظ کثرت سے استعمال ملتا ہے۔بلکہ اردو کے بعض نامور شعراء نے تو اس طرح اردو فارسی کا آمیز بنایا کہ ایک مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو کا استعمال کیا۔یہ روایت امیر خسرو سے شروع ہوتی ہے اور قلی قطب شاہ، ولی دکنی، میرتقی میر، میرانیس اور بالخصوص غالب اقبال موجزن نظر آتی ہے عہد حاضر میں جمیل الدین عالی، فیض، منیر نیازی، احمد ندیم قاسمی، جون ایلیا، ن۔م۔راشد، مجید امجد اور ادا جعفری کے کلام میں بھی فارسی الفاظ وتراکیب علامات اور محاورے دکھائی دیتے ہیں۔

انگریزی زبان

یورپی تاجروں اور سیاحوں کی اس خطے میں آمد عہد قدیم سے ثابت ہے البتہ باقاعدہ تجارتی اور سفارتی وفود کی شکل میں آمد اور آبادکاری سولھویں صدی عیسوی سے شروع ہوگئی تھی۔مغلیہ عہد میں پرتگالی، ولندیزی، اطالوی جہاز ران اور تجارتی قافلے یہاں بکثرت آتے اور قیام کرتے رہے۔یورپی زبانوں کے بیشتر الفاظ اگرچہ انگریزی زبان کے وسیلے سے اس خطے کی زبانوں میں داخل ہوگئے، تاہم انگریزی زبان کی آمد سے قبل پرتگالی الفاظ'نیلام، فالتو،

فٹ، پستول، ٹرنک، اطالوی 'کمرہ'، فرانسیسی 'آملیٹ، کارتوس' اور لاطینی 'پادری'، ان زبانوں کے بولنے والے تاجروں اور سفیروں کی وساطت سے اس خطے کی زبانوں میں شامل ہو چکے تھے۔[۳۳]

اٹھارہویں صدی کے ابتدائی عرصے میں مسلسل زوال پذیر مغلیہ سلطنت کے فرماں رواسے تجارت کی غرض سے قیام کی اجازت لے کر برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنگال کے ساحلوں سے آگے بڑھنا شروع کیا اور ایک سوسال کے اندر چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور جاگیروں میں منقسم ہندوستانی راجاؤں کو سیاسی چالاکی اور جنگی حکمت عملی کے ساتھ فتح کرتے کرتے انیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں دہلی تک پہنچ گئے۔اور مغلیہ حکمرانوں کی عمل داری لال قلعہ تک محدود ہوتی چلی گئی۔انگریزوں کی حکمرانی کا اصل دور ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد شروع ہوتا ہے۔پاکستان پر مشتمل اس خطے میں انگریزوں کا تسلط ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے مکمل ہو چکا تھا۔

جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد سر سید احمد خان اور دیگر مسلمان رہنماؤں نے انگریزی زبان اور اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔اگر چہ یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی بیرونی حکمران کی زبان مغلوب خطے کی زبانوں پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے تاہم اس خطے کی زبانوں پر انگریزی زبان کے اثرات کے ضمن میں علی گڑھ تحریک سے وابستہ رہنماؤں کی کاوشوں کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔جنہوں نے اس عہد میں اپنی تحریروں میں بے شمار انگریزی الفاظ کا استعمال شروع کیا۔سر سید احمد خان اور الطاف حسین حالی نے اس قدر مشکل الفاظ اور بعض ایسی اصطلاحات استعمال کیں جو ڈیڑھ سو برس بیت جانے کے بعد بھی قبول عام کی سند حاصل نہیں کر سکیں۔حالی اور سر سید کے سب سے بلند آہنگ ناقد (اکبرالہ آبادی) نے ان لوگوں کا مذاق اُڑانے کے لیے اپنے مصرعوں میں ایسے تمام انگریزی الفاظ کا استعمال کیا ہے، جو حالی اور سر سید سنجیدگی سے استعمال کرتے تھے۔یہ سلسلہ وقت کے ساتھ وسعت اختیار کرتا چلا گیا۔آج اردو زبان کے نامور ادیب انگریزی زبان کے الفاظ اس طرح فراوانی اور روانی سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ اردو زبان کے ادبی اسلوب کا جزو دکھائی دیتے ہیں۔[۳۴]

اس خطے پر گزشتہ دوصدیوں سے مسلسل انگریزی زبان سرکاری اور تعلیمی شعبوں میں غلبہ حاصل کیے ہوئے ہے۔انگریزوں سے آزادی حاصل کر لینے کے بعد بھی پاکستان میں اعلیٰ تعلیم بالخصوص سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے ضمن میں انگریزی زبان مجبوری بن چکی ہے۔اردو زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا رتبہ حاصل ہے بلکہ بعض معاملات میں انگریزی زبان کو ہمہ قسمی فوقیت حاصل ہے۔بین الاقوامی سطح پر ذرائع ابلاغ اور مواصلات کی ترقی نے انگریزی زبان کو عہد حاضر کی مجبوری بنا دیا ہے۔ایسی صورت میں ہزاروں الفاظ اردو زبان

میں داخل ہو چکے ہیں۔ان میں نت نئی ایجادات (ای میل، ایٹم، پیانو، ٹائم، ٹیپ، بلب، پمپ، پن، پنسل، ٹیوب، ٹی وی، ٹرین، اسٹیشن، ٹمپریچر، ریل، سپرنگ، فٹ بال، فلم، فوٹو، کارٹون، کارڈ، کلب، کمپنی، کمپیوٹر، کیبل، گن، لاکر، لائن، لیکچر، موبائل، ممبر، مکینک، موٹر، منٹ، میل، میسج، وکٹ، ووٹ، ہیرو، یونین وغیرہ)، نئے پیشے، ادارے، شعبے اور اشیاء (اسمبلی، آڈٹ، افسر، اکاؤنٹ، الیکشن، انجینئر، ڈاکٹر، انسپکٹر، کوٹ، پروگرام، بکنگ، بلٹی، بورنگ، پارک، پاس، پاور، پلاٹ، پریشر، پرائمری، پروپگنڈا، پرنسپل، پلستر، پولو، پولیس، پیکٹ، تحصیل، تولیہ، ٹرے، جسٹس، جرنل، جیل، چمنی، لالٹین، چیئرمین، ڈاریکٹر، دائری، لائبریری، ڈرائیور، ڈرامہ، ڈپٹی، ڈکشنری، رجسٹر، ریکارڈ، سپیکر، سٹاف، سروس، سکالر، سکول، سگریٹ، سکیم، سگنل، سنٹر، سوسائٹی، سروے، سول، سودا، سوئٹر، سیکنڈ ہینڈ، سیف، شارٹ، شفٹ، فانوس، فائل، فلٹر، فری، فلسفہ، فن، فنانس، فلیٹ، کابینہ، کار، کاربن، کرسمس، کسٹم، انکم، کلاس، کلپ، کلرک، کور، کیس، کافی، کالر، کیش، کورڈ، گارڈ، گرامر، گرانٹ، گراؤنڈ، گریٹ، لارڈ، لیبر، ماڈل، منی آرڈر، مارکیٹ، مڈل، میڈیا، نیشن، وارڈ، واسکٹ، ہسپتال، سنیٹری، ہوسٹل، ہولڈ، ہیڈ ماسٹر، یونیورسٹی) جیسے ہزاروں الفاظ روزمرہ زندگی کے امور میں عام استعمال ہو رہے ہیں۔

اس خطے کی زبانوں کے ساتھ انگریزی زبان کا صرفی سطح پر تعامل اس طرح ملتا ہے کہ ایک اسم انگریزی سے اور دوسرا مقامی زبان سے، ریل گاڑی، چوکی دار، نمبردار، جم خانہ، بیگار کیمپ، مسیحی لیگ، سائیڈ مارنا، بورڈ کا اجلاس، فلائیٹ پکڑنا، مسلسل کرفیو، غلط مارکنگ، ان فٹ امیدوار، پہلی پرموشن، مرغی فارم، مچھلی فارم، غنڈہ ٹیکس، جگا ٹیکس، ٹانگہ سٹینڈ وغیرہ۔

بعض اوقات میڈیا اور روزمرہ امور میں جملے اس طرح سے ادا کیے جاتے ہیں،

'بھرتی پر سے بین ہٹا دیا گیا،

آج لیبر ڈے منایا گیا،

میں آپ سے باتیں شئیر کرنا چاہتا ہوں،

یہ کسی نائٹ میئر سے کم نہیں،

ڈیڈ لاک ختم ہو گیا،

ریفرنڈم کروایا گیا،

پلاٹوں کی الاٹمنٹ،

میڈیا ٹرائل کیا جارہا ہے،

بعض الفاظ تارید کے بعد شامل ہوئے؛ اڑدلی (Orderly)، فراڈیا، فلمانا، فلائیٹ، ماچس (Match Box)، فروری، ستمبر، فٹ پاتھیا، راکٹ (نشئی)۔ اردو زبان کے نامور ادیب اپنے جملوں اور مصرعوں میں فراوانی کے ساتھ انگریزی الفاظ کا استعمال کررہے ہیں۔

سینکڑوں انگریزی اصطلاحات اور محاوروں کو اردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے جو اردو زبان میں اسی طرح یا ترجمہ ہوکر استعمال ہو رہی ہیں۔ اطلاعی گھنٹی (Call bell)، تجربی علوم (Practical Science)، جز وقتی (Part Time)، زیر زمین (Under Ground)، قرطاس ابیض (White Paper)، صبح بخیر، شام بخیر، کھلے ذہن (Open Mind)، الفاظ واپس لینا، علامتی ہڑتال (Token Strike)، اعتماد میں لینا (Take into Confidence) وغیرہ۔ انگریزی لاحقہ "un" اردو اور دیگر زبانوں میں ''ان'' ہی استعمال ہو رہا ہے؛ ان پڑھ، ان جان وغیرہ۔ انگریزی زبان سے اسم مجرد جن کے آخر میں "ing" اور "tion'' ترجمہ کرنے کے لیے فارسی لاحقے ' کاری، سازی، داری' استعمال کیے جاتے ہیں۔ سودا کاری (Bargaining)، نجکاری (Privatization)۔ اسی طرح اسم کیفیت کے لیے عربی لاحقہ '' یت'' لگایا جاتا ہے۔ قومیت (Nationality)، کی طرز پر دیگر الفاظ سے اسم کیفیت بھی اخذ کیے جارہے ہیں۔ لذتیت، روانیت، جبریت، جذباتیت، ڈرامائیت، فراریت اور کلیت وغیرہ۔[۳۵]

انگریزی زبان کے پاکستان کے اندر ثقافتی سطح پڑنے والے اثرات بھی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے جارہے ہیں۔ گھروں کے سامنے نام کی تختی انگریزی رسم الخط میں، دکانوں کے سائین بورڈ انگریزی میں بنوانے، وزٹنگ کارڈ اور دستخط انگریزی میں کرنے کا رجحان انگریزی ریسٹورانوں میں انگریزی کھانے، گھروں میں انگریزی مشروبات اور بالخصوص لباس میں پینٹ شرٹ کا استعمال پڑھے لکھے طبقے کے اندر معاشرتی اور ثقافتی تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔ انگریزی زبان کے جملہ اثرات اور ثقافتی تبدیلی پاکستان میں دیہاتی سطح پر بہت کم ہے۔ البتہ مختلف پیشوں کے نام بدلتے جارہے ہیں، درزی اب ٹیلر اور بڑھائی کارپنٹر کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ نت نئی ایجادات، خوراک، لباس اور تفریحات میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی زبان میں بڑے پیمانے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس صورتحال میں اردو زبان میں نئے انگریزی الفاظ، اصطلاحات، اور محاوروں کی بھرمار ایک فطری عمل ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ کے ایس بیدی، ڈاکٹر، ’’تین ہندوستانی زبانیں‘‘ انجمن ترقی اُردو ہند، دہلی، ۱۹۶۶ء، (ص ۱۹)

۲۔ عبدالحمید دانی، پروفیسر، ’’تاریخ پاکستان‘‘ جلد اول، کراچی یونیورسٹی، ۱۹۶۷ء، (ص ۲۹، ۳۰)

۳۔ مورٹی مر وہیلر (Mortimer Whealer)، ’’The Indus Civilization‘‘ کیمبرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۶۸ء، (ص ۲۴)

۴۔ عین الحق فریدکوٹی، ’’اردو زبان کی قدیم تاریخ‘‘، اورینٹل ریسرچ سنٹر، لاہور، (طبع دوم) ۱۹۷۹ء، (ص ۹۷ تا ۱۲۵)

۵۔ جے۔ حسین، "A History of The People of Paksitan"، اکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کراچی ، ۱۹۹۷ء (ص ۲۴)

۶۔ دراوڑی زبانوں کے پاکستان کی مختلف زبانوں پر ہونے والے اثرات (ذخیرہ الفاظ، اسمائے ضمیر اور اصوات) کی جامع تفصیل عین الحق فریدکوٹی پیش کر چکے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: عین الحق فریدکوٹی، ’’اردو زبان کی قدیم تاریخ‘‘، اورینٹل ریسرچ سنٹر، لاہور، (طبع دوم) ۱۹۷۹ء، (ص ۱۲۸ تا ۱۷۲)

۷۔ عین الحق فریدکوٹی، ’’اردو زبان کی قدیم تاریخ‘‘، ۱۹۷۹ء ، (ص ۵۳)

۸۔ محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، ’’ہندوستانی لسانیات‘‘، مکتبہ معین الادب، لاہور، ۱۹۹۰ء، (ص ۶۰)

۹۔ وادیء سندھ کی تاریخ مرزا ابن حنیف نے مرتب کی ہے جس میں آریاؤں کی آمد کے بعد ہپتہ ہندو یا سات دریاؤں کی سرزمین کے بارے میں مفصل ذکر موجود ہے؛ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: ابن حنیف، مرزا، ’’ سات دریاؤں کی سرزمین‘‘، سنگ میل پبلشرز، لاہور،

۱۰۔ جے۔ حسین، "A History of The People of Paksitan"، ۱۹۹۷ء (ص ۲۸)

۱۱۔ سینتی کمار چٹرجی، ’’ہند آریائی اور ہندی‘‘ ، قومی کونسل برائے فروغ اردو، دہلی، ۲۰۰۱ء (ص ۱۵۲)

۱۲۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، ’’لسانی مقالات‘‘، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء (ص ۳۲۹)

۱۳۔ مزید تفصیل کے لیے: ایضاً (ص ۴۹۳)

۱۴۔ بدھ مت کے عہد کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے: ایضاً (ص ۳۶ تا ۳۹)

۱۵۔ پالی زبان کے شمال مغربی پراکرتوں پر اثرات کے ضمن میں ملاحظہ کیجیے: خاطر غزنوی، ’اردو زبان کا ماخذ ہندکو‘، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، (ص ۱۴۷)

۱۶۔ ایرانیوں کی اس خطے میں آمد کے ضمن میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: ڈی۔ ڈی۔ کومبی، ’’قدیم ہندوستان‘‘، ترجمہ، بالمکند عرش ملیسانی، پرنٹ لائن پبلشر، لاہور، ۱۹۹۹ء (ص ۵۵ تا ۶۷)

۱۷۔ یونانی لشکر کی اطاعت قبول کر لینے کے سلسلے میں ٹیکسلہ کے راجا امبھی کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ بلکہ اس نے سکندر کو آگے بڑھنے میں ہر قسم کی مدد اور رہنمائی بھی دی۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: جے۔ حسین، "A History of The People of Paksitan"، ۱۹۹۷ء (ص۴۲ تا ۴۹)

۱۸۔ عرب و یونان تعلقات کے ساتھ آریائی الاصل یونانی الفاظ اور پاکستان کی زبانوں پر یونانی اثرات کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ عین الحق فرید کوٹی، ''اردو زبان کی قدیم تاریخ''، ۱۹۷۹ء (ص۲۸۷ تا ۳۲۰)

۱۹۔ کنشک عہد اور شا کا عہد میں اس خطے پر پڑنے والے ثقافتی اثرات کے لیے ملاحظہ کیجیے: یحیٰی امجد، ''تاریخ پاکستان''، وسطیٰ عہد، سنگ میل پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۷ء (ص۲۹۴ تا ۳۱۴)

۲۰۔ ڈاکٹر شاہدہ بیگم، ''سندھ میں اردو''، اردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۰ء (ص۲۳ تا ۳۴)

۲۱۔ وادی سندھ کی زبانوں پر ترکی زبان کے اثرات کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ یحیٰی امجد، ''تاریخ پاکستان''، ۱۹۹۷ء، (ص۲۴۷ تا ۲۸۶)

۲۲۔ ایضاً (ص۲۵۲ تا ۲۷۶)

۲۳۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ عبدالمجید میمن سندھی، ڈاکٹر، ''لسانیات پاکستان''، ۱۹۹۲ء (ص۷۵، ۷۶)

۲۴۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، ''تاریخ ادب اردو''، جلد اول، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۷۵ء (ص۶۷۲)

۲۵۔ اردو زبان میں عام مستعمل عربی الفاظ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ عبدالمجید میمن سندھی، ڈاکٹر، ''لسانیات پاکستان'' ۱۹۹۲ء (ص۸۰ تا ۸۳)

۲۶۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے؛ اسلم پرویز، "The Adoptation of Perso-arabic Script" انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی، ۱۹۹۶ء (ص۵۸ تا ۶۷)

۲۷۔ وادی سندھ کی زبانوں میں رائج عربی الفاظ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: قیوم ملک، ''اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء

۲۸۔ صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، ''اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء (ص۵)

۲۹۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: ایضاً (ص۱۲۱ تا ۱۵۷)

۳۰۔ ایضاً (ص۱۷۷ تا ۱۹۴)

۳۱۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: علی بیات، ''اردو محاورات کی ساخت میں فارسی کا حصہ'' مشمولہ ''پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں پر فارسی زبان کا اثر'' مرتب، غیور حسین، خانہ فرہنگ، پشاور، ۲۰۰۵ء (ص۲۵ تا ۲۸)

۳۲۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: صدیق خان شبلی، ڈاکٹر، '' اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ''، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء (ص۱۹۶ تا ۲۱۰)

۳۳۔ بحوالہ'' عبدالمجید میمن سندھی، ڈاکٹر،''لسانیات پاکستان'' ۱۹۹۲ء (ص۹۰)

۳۴۔ اشفاق احمد، بانو قدسیہ، انور سجاد، آغا بابر، آصف فرخی اور پروین شاکر اپنی تحریروں میں بے ساختگی کے ساتھ انگریزی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔مزید تفصیل کے لیے؛عطش درانی، ڈاکٹر،'' پاکستانی اردو کے خدوخال''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء (ص۱۸تا۲۶)

۳۵۔ مزید تفصیل کے لیے؛عطش درانی، ڈاکٹر،''پاکستانی اردو کے خدوخال''، ۱۹۹۷ء (ص۲۹تا۳۱)